

ریلنگر بھولنا، نہیں کارگر بیٹھا رہے گا ورنہ.....

ستارہ: آپ فکر نہ کریں۔

جنوب: خدا حافظ۔

ستارہ: خدا حافظ !!

(آرکینیکٹ جاتا۔ اب انڈھا باپ آتا ہے۔)

عاصم: چاپی باجی!

باپ: اسے چاپی مت دینا ستارہ۔

ستارہ: کیوں باجی؟

باپ: بس..... میں جو کہہ رہا ہوں۔

عاصم: باجی! آپ مجھے اس قدر ناپسند کرتے ہیں تو ایک بار کہہ کیوں نہیں دیتے؟ میں یہاں سے چلا جاؤں کہیں..... منہ کا لکروں کہیں اور جا کر۔

ستارہ: بس بس، بس عاصم!

عاصم: آپ انصاف کریں باجی جی۔ خدا کے لیے! میں جو کچھ بھی کروں، نہیں اچھا نہیں گلتا۔ آپ ایمان سے اپنے دل پر ہاتھ کر رکھ کہیں باجی، آپ کو اچھا گلتا ہے؟

(غشی میں سر برلا تاہے۔)

عاصم: دیکھا دیکھا دیکھا آپ نے باجی جی..... یعنی اب تک یہ غصہ پال رہے ہیں۔ میرے خلاف۔ (جیب سے رومال نکال کر) کوئی کبھی بی اے میں فیل نہ ہو جائے۔ اللہ میاں جی!

باپ: بی اے میں فیل ہونا اصل وجہ نہیں ہے۔ عاصم، وجہ صرف اتنی ہے کہ..... تمہیں

ستارہ سے ہمدردی نہیں ہے۔

عاصم: یہ ہماری بد قسمتی ہے باجی کہ آپ کو ہماری ہمدردی نظر نہیں آتی۔

باپ: فیل ہونا دو قسم کا ہے..... ایک فیل ہونا وہ ہے عاصم جب آدمی سب کچھ کرنے کرنے کے بعد تقدیر افیل ہو جاتا ہے، ایک فیل ہونا وہ ہے جب آدمی خواہ اپنی بدنیتی سے پاس ہونا نہیں چاہتا۔

- عاصم: اچھا جی آپ سچے ہم جھوٹے!
باپ: کتنی آسانی سے تمہیں چھٹی مل جاتی ہے..... کتنے مزے سے تم ہتھیار ہال کر
بڑی بک بک سے نکل جاتے ہو۔
- عاصم: اچھا جی آپ چاہتے ہیں کیا ابا جی?
باپ: میں چاہتا ہوں کہ تم کوئی چھوٹا مونا کار و بار شروع کرو۔
- عاصم: باجی جی چاہتی ہیں کہ میں بی اے کا امتحان دوں، آپا چاہتی ہیں کہ پاسپورٹ بنوار
 سعودی عرب چلا جاؤں، تگیہ یہ چاہتی ہے کہ میں ہمیر شاکل بدل کر ایکٹر بن
 جاؤں، آپ چاہتے ہیں کہ میں بغیر پیسے کے کوئی کار و بار شروع کرلوں..... پہلے
 آپ سب مل کر فیصلہ کر لیجئے، پھر جو اکثریت کی رائے ہوگی، میں وہی کروں گا۔
(اس دوران ستارہ اشارے کرتی ہے کہ "خاموش رہو")
- ابا: تم نے سب کی مرضی گنواتی ہے، صرف اپنی مرضی نہیں بتائی۔
- عاصم: میرا جی چاہتا ہے کہ نڈکروا کے، ہاتھ میں سوٹا لے کر، لمبا سیاہ کرتا پہن کر شاہ
 دو لے شاہ کے چوہوں میں شامل ہو جاؤں۔
- ستارہ: ہائے خدا نہ کرے!
- ابا: تمہاری نیت صاف ہوتی تو راستہ یہ بھی برانہ تھا۔
- ستارہ: جانے دیں ابا جی!
- ابا: مجھے تو پہلے ہی کچھ پتا نہیں چلتا ستارہ کہ سمت کون کی ہے.....؟ ہر راستہ ہر سمت
 ہر کھلا دروازہ آخر کار اندر ہیرے پر ختم ہوتا ہے۔
- عاصم: جب آپ کے سارے ہتھیار کند ہو جاتے ہیں۔ ابا جی تو آپ اپنی بے بسی کی
 بندوق سے فائر کرتے ہیں..... سارے ماں باپوں کا یہی حال ہے..... لیکن آپ کی
 بندوق دونالی ہے۔ کبھی خطا نہیں جاتا آپ کا نشانہ!
- ستارہ: تم چپ نہیں کرو گے عاصم!
- عاصم: کروں گا..... اگر مجھے چاپی دے دیں۔
- باپ: اسے چاپی مت دینا ستارہ۔

(ستارہ عاصم کو اشارے سے سمجھاتی ہے کہ چاپی اس کے پر س میں ہے، پر س الماری میں ہے۔ عاصم بر تنوں والی الماری کھول کر پر س لکھتا ہے اور چاپی لے کر چلا جاتا ہے)

چلا گیا؟

جی چلا گیا!

چاپی کا پتہ دے دیا سے؟

(آہستہ) جی ابا جی!

کبھی کبھی تو مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔ ستارہ کہ تو نے شاگردی کا حق ادا کر دیا۔ تو میری اصلی بیٹی نہیں پھر بھی تو میری بوٹگی اولاد کی اتنی طرف داری کرتی ہے..... لیکن کبھی کبھی رنج بھی ہوتا ہے کہ کہ شاید تو زیادتی کر رہی ہے انہیں بگاڑ کر۔

قدرتی بات ہے ابا جی!

ستارہ!

جی ابا جی۔

بکھی خواب دیکھتی ہے تو؟

ستارہ: بہت.....!

بکھی خواب دیکھاتھا.....؟

کٹ

سین 6 ان ڈور رات

(ستارہ اپنے بیڈ روم میں بلنگ پر نائی پہنے اونڈھی لیٹی ہے اور فون کر رہی ہے۔) (اس فون کے دوران دوسری جانب فون پر عاشی ہے اسے بھی بار بار تصویر میں دکھایا جاتا ہے۔)

ستارہ: نہیں بابا..... آج چھٹی تھی، میں کسی ریکارڈنگ پر نہیں گئی۔ ہاں..... ہاں..... میں نے خود اخبار میں پڑھا ہے۔ کمینی عاشی، تیر اسکینڈل اخباروں میں چھپ رہا ہے اور مجھے خبر ای نہیں..... چل بے ایمان! تیری اور اس کی تصویر بھی چھپ تھی (سوچ کر) تصویر کے نیچے لکھا تھا ”عاشی اور جمال کواڑ کے سیٹ پر..... زندگی کے نئے موڑ پر ”چی، اچھا..... ابھی رسالہ میرے پاس تھا..... hold on..... (انھر کر ایک رسالہ سائیڈ کی میز پر سے تلاش کر کے لاتی ہے۔)

(رسالے پر عاشی اور جمال کی تصویر..... کواڑ کا سیٹ)

یہ تیری اور اس محل جمال کی تصویر ہے، کواڑ والے سیٹ کی اور اوپر بڑا لکھا ہے..... ”جمال کا دل عاشی کے قدموں میں“ (بھتی ہے) لے ڈرنے کی کیا بات ہے اس میں۔ مجھے جمال جیسا آدمی ملے تو میں تو..... نیاز دوں گیا رہوں والے کی ہر میںی..... چی! (دکھ سے) تھیں یاد سکینڈل سے کیا بنتا ہے..... کسی سکینڈل سے دل تھوڑی آباد ہو جاتا ہے..... بل تھیک ہے..... اچھا long So!

(فون کا چونگا رکھتی ہے۔ اس کے بعد تھوڑی دیر وہ فضا میں دیکھتی رہتی ہے۔ پھر انھر کر کھڑی کے سامنے جا کر کھڑی ہوتی ہے۔ آہستہ آہستہ بہت بہلی چلکی گھنیاں بھتی ہیں۔ اس کے ساتھ کہیں کہیں بانسری کا کوئی نوٹ بجاتا ہے۔ پھر وہ بالکل سرگوشی کرنے کے انداز میں گاتی ہے۔)

ستارہ: کاگااسب تن کھائیو چن چن کھائیو ماں

یہ نیناں مت کھائیو موہے پیا ملن کی آس

(اس پر فون کی آواز آتی ہے۔ وہ بھاگ کر فون اٹھاتی ہے۔)

ستارہ: بیلو!..... کون؟ اچھا افتخار.....

Now what is it? کیا کیا؟ ارے تھیں بھائی..... تم کیوں شہر کی فکر میں

دل بھے ہو.....؟ فریب؟ میں کسی کافریب نہیں کھاؤں گی افتخار.....

(دوسری طرف افتخار کو فون پکڑے دکھاتے ہیں)

(لیٹ جاتی ہے، جیسے غور سے سن رہی ہو۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آتے ہیں۔)

غور سے سننے کا وقفہ) افتخار! ہم آرٹسٹ لوگ کسی کا فریب نہیں کھاتے، ہم تو خود اپنے آپ کو فریب دینے کے اس قدر عادی ہوتے ہیں۔ ہمیں موت نہیں مارتی، ہم خود اپنے آپ کو ختم کرنے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ (وقفہ) افتخار! ہمارا کوئی دشمن نہیں ہوتا جان من..... ہم لوگ خود اپنے دشمن ہوتے ہیں۔ اگر سارے زمانے کی خدائی ہماری جھوپی میں ڈال دی جائے تو بھی ہم آوارہ رہیں گے، سرگرد اس رہیں گے..... جیسے ہرنا اپنے ہی مشکل نافے پر مست ہو کر صحراؤں میں پھرتا ہے..... اٹھ کر دیکھو؟ (لیکھتی ہے کھڑکی تک جاتی ہے۔ باہر دیکھتی ہے، پھر فون اٹھا کر) ہاں..... چاند ہے..... آسمان پر..... لیکن سردی ہے۔ میں.....؟ (آنسوؤں سے بھرے لجھے میں) افتخار تم خیر خواہ ہو میرے..... سچ بتاؤ! جس طرح چاندنی رات میں کوئی جوان سال چیتا چنانوں پر چڑھتا ہے..... ایسے ہی..... بالکل ایسے ہی راتوں کے پچھلے پھر ایک خیال میرے دل کے جنگل میں رومند کو نکلتا ہے۔ ایک عام زندگی عام عورت کا خیال۔ (آنسو اس کی گالوں پر بہتے ہیں) اچھا..... اچھا..... تھینک یو..... ٹھیک ہے..... میرے پنگ سے چاند دیے بھی او جھل ہے..... تھینک یو..... شکریہ.....! (فون رکھتی ہے) (اب وہ بالکل Matter of fact ہو چکی ہے۔ لیکن ہے اور وہی دوبارہ جو شروع میں گنگدار ہی تھی گنگنا تی ہے۔ فون کی گھنٹی بجتی ہے وہ فون اٹھاتی ہے۔)

جی جی..... نہیں جی..... نہیں جنگوں صاحب وہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے۔ امیر آدمی ہے یا غریب آدمی ہے، اس بات سے سروکار نہیں ہے۔ سر..... بات ہے کہ میں اس کی Payment نہیں کروں گی..... نا جی آدمی Payment کو کہہ رہے ہیں، میں کس چیز کی Payment کروں۔ جنگوں صاحب، آپ انصاف کریں نا! جتنی وائزگ اس نے کی، وہ ساری دوبادہ کروانی پڑی۔ اس بات کی Dishonest Payment؟ نہیں جی، آئی ایم سوری۔ میں ایک آدمی کو ایک نکال نہیں دے سکتی۔ نو، تھینک یو سر..... ایک Penny نہیں..... شب بخیر!

(فون رکھتی ہے۔ پھر جا کر کھڑکی بند کرتی ہے۔ ایک گولی بوتل سے نکال کر پانی

گلاس میں ڈالتی ہے۔ گولی نگفتی ہے۔ سر جھکتی ہے۔ مسکراتی ہے، گویا پنے آپ کو
سمجھا رہی ہو۔)

کٹ

سینا 7 آؤٹ ڈور شام کا وقت

(فلی دنیا کا ایک فنکشن۔ اس میں کا حسن اسی میں ہے کہ فلی دنیا کی کسی پارٹی میں ستارہ اور سکندر کی شمولیت دکھائی جائے۔ ستارہ اور سکندر سشو ڈیو میں کار پر آتے ہیں۔ ستارہ کار ڈرائیور کر رہی ہے۔ دونوں اترتے ہیں۔)

کٹ

(اسی سینے سلسلہ ستارہ اور سکندر مشہور ایکٹروں کے مجمع میں۔)

کٹ

(دونوں کھانے میں مشغول ہیں۔ ساتھ ساتھ وہ ہنس ہٹس کر باتیں کر رہے ہیں۔ سکندر باتیں کرتا ہے۔ ستارہ نہ سمجھتی ہے۔ سکندر بڑے self-conscious انداز سے باتیں کرتا ہے، جیسے کوئی اپنے مرتبی کو خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔)

کٹ

سین 8 ان ڈور دن

(اندھا باپ تان پورہ لے کر بیٹھ ہے۔ پاس ماشر لطیف طبلہ بخارہ ہے۔ سامنے ستارہ اور

سکندر بیٹھے ہیں۔ پکا گانا پر سکیش کر رہے ہیں۔ اس گانے میں نھمری کارگ ک ہونا چاہیے۔ سکندر دو ایک مرتبہ رکتا ہے۔ انکتاب ہے، لیکن ستارہ اس کی ہمت بڑھاتی ہے۔ اس نھمری کے بولوں میں کچھ ایسا رنگ ہونا چاہیے۔

پیانام کا دیا جلا ہے ساری رات

باپ: گنا کچھ دیر جاری رہتا ہے۔ پھر انہا باباں پورہ رکھتا ہے اور سکندر سے کہتا ہے۔ پیاس پورا الگیا کرو۔ کم سرا ہونا یہی ہے جیسے آگ تو ہو لیکن گرمی نہ ہو.....
(سکندر شرمندہ ہو کر اپنے ناخ کاٹتا ہے۔)

ستارہ: ابھی میں ذرا سکندر کو پورچ تک چھوڑ آؤں۔

سکندر: سلام علیکم جی۔

(سکندر اور ستارہ دونوں جاتے ہیں۔ لطیف اپنی واسکٹ کی جیبوں میں کچھ تلاش کرتا ہے۔

پھر جیب سے ایک پڑیا نکال کر باپ کو پیش کرتا ہے۔)

باپ: مجھے بھی ساتھ لے جاتے لطیف!

لطیف: اوہ جی سائیں لے جاتا، ضرور لے جاتا لیکن آخری وقت فیروزہ ضد کرنے لگی بلکہ بچوں کو بھی ساتھ لے جاؤ۔

باپ: اچھا اچھا..... یہ تو اچھا کیا..... بچے اچھی کتاب پڑھیں، اچھی صحبت میں رہیں..... اتنی فکر ہی ماں باپ کو کرنی چاہیے..... باقی سب کچھ کا اللہ مالک ہے۔

لطیف: کوئی قوالی ہوئی جی رات وہاں..... ایک ٹولی نے جندرے توڑ دیئے سر کار والوں کے، دو آدمیوں کو تو حمال پڑ گیا۔

باپ: (آہ بھر کر) اپنے اپنے حصے کی توفیق ہے ماں سر جی۔

لطیف: یہ کون ہے..... یہ لوڈا!

باپ: ستارہ کے ساتھ ایک فلم میں گانے گا رہا ہے۔ شاید کو اڑناام ہے۔

لطیف: گانا تو اس کا مٹھا ہے، جناب لیکن پیشانی اس کی چمک دار ہے..... نام پیدا کرے گا۔

باپ: ہاں لگتا ہے!

لطیف: حضور اب یہ بھی کوئی طے نہیں کہ شہرت کس کو ملتی ہے! اپنے استاد فتحی نہ کا

بیٹا..... نے کوہہ پہچانے، سر کا وہ بادشاہ، آواز میں وہ سوز کہ پرندے سنیں تو
گھروں کو لوٹ جانا بھولیں سرکار۔ جناب میری آج کل ورق کوئی نہ والوں کے
ہاں ملازم ہے۔ سارا دن (ورق کوئی نہ کا اشارہ) جو اللہ پے کو منظور.....! (آہستہ)
بی بی اس کی مدد کر رہی ہے؟

باپ: ہاں..... کر رہی ہے۔

لطیف: ذر نہ ایسوں کو کون پوچھتا ہے، انڈسٹری میں۔ بڑی رحم دل ہے بی بی! (آہستہ) کوئی
بیسہ ویسہ تو نہیں دے رکھا سے؟

باپ: پتا نہیں۔

لطیف: اس حد تک تو نہیں ہے ناں کہ انسان دوستی ہو لیکن انڈسٹری میں لیں دین نہیں
چلتا جناب۔ ادھار شودھار سے بچنا چاہیے۔

باپ: ستارہ کی مرضی ہے!

لطیف: میں حکیم صاحب کی بیٹھک پر آج جاؤں گا۔ آپ کے لیے معجون لے آؤں؟
باپ: ابھی تو پہلی ختم نہیں ہوئی۔ (جب سے پیسے نکال کر تھوڑی سی ملٹھی لے آنا
ستارہ کے لیے۔

لطیف: ناں جی، اتنی سی چیز کے لیے پیسے نہ دیں، مجھے۔ اس چوکھت کے بڑے احسان میں
مجھ پر..... اچھا سائیں، خدا حافظ! اللہ برکتیں دے..... خوش رکھے..... نہیں پران
سلامت رکھے.....

(جاتا ہے۔ ادھر سے ستارہ آتی ہے۔ وہ گلزاری ہے ”پیانام کا دیا جلا ہے ساری رات“.....
جانا چاہتی ہے باپ آواز دیتا ہے۔)

باپ: ستارہ!

ستارہ: جی، اباجی۔

باپ: یہ تاں پورہ رکھ دے بیٹی۔

(ستارہ تاں پورہ اٹھا کر کونے میں رکھتی ہے۔)

باپ: تو نے سر مگیں لگانی چھوڑ دی ہیں ستارہ۔

(ذر آگھر اک) اباجی آپ کا کیا خیال ہے۔ میں کیا کرتی رہتی ہوں۔ ایور تھک گا میں تو سtarah:
 ستم دو گانے روز ریکارڈ کرتی ہوں۔ پھر آپ کے ساتھ پریکش کرتی ہوں۔
 کم از کم دو گانے سے پہلے گھنٹہ دو گھنٹہ مو سیقی سنتی ہوں۔ خدا قسم مجھے تو بھی کبھی
 رات کو سونے سے پہلے گھنٹہ دو گھنٹہ مو سیقی سنتی ہوں۔ خدا قسم مجھے تو بھی کبھی
 ہفتہ ہفتہ بال شیپو کرنے کا وقت نہیں ملتا۔ میرے تو ناخن ٹوٹ جاتے ہیں، نہیں
 کانے کا وقت نہیں ملتا۔

تا آج کل رہتی کہاں یا ستارہ؟ باپ:

یہاں..... یا پھر سٹوڈیو..... اور کہاں؟ ستارہ:

(دکھ سے) اچھا..... مجھے بہت فکر رہتا ہے تیر!! باپ:

آپ میری فکر نہ کیا کریں اباجی، میں ٹھیک ہوں بالکل۔ ستارہ:

تو ضرور ٹھیک ہو گی، لیکن تیر می آواز ٹھیک نہیں ہے۔ تیر می آواز میں خوف ہے،
 مایوسی ہے، یہ اچھی نشانیاں نہیں ہیں۔ باپ:

کس بات کی نشانیاں ہیں؟ ستارہ:

کسی خاص بات کی نشانیاں نہیں ہیں۔ ہمارے استاد..... مستور خال اللہ انہیں غریق
 رحمت کرے..... بڑے بھولے آدمی تھے..... ہمیشہ صح کے وقت ریاضت کرتے
 تھے۔ کہا کرتے تھے..... بے وقوف! صح کے ریاض میں اللہ کا نور بھی شامل ہوتا
 رہتا ہے۔ پرندوں کی آوازیں بھی ہوتی ہیں، سورج کی کرنیں بھی ہوتی ہیں، تو
 نے صح کیوں انھنہا چھوڑ دیا ستارہ؟

رات کو میں سٹوڈیو سے پورے بارہ بجے لوٹی تھی۔ ستارہ:

جب تجھے یقین ہو جائے ستارہ کہ..... کہ اب تو نے کافی کمالیا ہے تو..... یہ بیک
 گراونڈ گنا چھوڑ دینا..... اچھا.....!

اباجی میا کبھی کسی شخص کو یہ یقین ہوا ہے کہ اس نے کافی کمالیا ہے؟ ستارہ:

ہاں، کچھ لوگوں کو ہو جاتا ہو گا۔ مجھے یقین ہے۔ باپ:

آپ نے، اباجی آپ نے مجھے اس لائن میں دھکیلا۔ یاد ہے ناں آپ کو..... آپ کو
 شوق تھا کہ میرے لانگ پلے بنیں، میرے ریکارڈوں کی رائلٹی ریڈیو سے آئے،

ٹیلی ویژن پر میرے پروگرام ہوں، ہر فلم میں میرے گانے ہوں۔

باپ: ہاں مجھے شوق تھا.....

ستارہ: پھر؟ دلدل میں انسان اپنی خوشی سے کچھ تو سکتا ہے، انکل نہیں سکتا۔

باپ: ہاں ہاں، سب میرا قصور ہے۔ میں نے تمہیں ترغیب دلائی..... تم نے صرف موسیقی کے شوق میں اپنا گھر چھوڑا تھا۔ میں نے اپنی سوئی ہوئی خواہشوں کو تجویز میں پورا کرنا چاہا۔

ستارہ: اب میں جاؤں اباجی؟

باپ: بہت دنوں سے تو نے مجھے بتایا نہیں!

ستارہ: کیا اباجی؟

باپ: کیا خواب دیکھا تھا آج تو نے؟
(واپس آکر بیٹھی ہے۔)

ستارہ: سناؤں؟

باپ: ہاں سناء..... لیکن پہلے مجھے تان پورہ پکڑا دے..... شباباش.....!
ستارہ: اچھا جی۔

(ستارہ باپ کو تان پورہ دیتی ہے۔ پھر چھوٹی سی بن کر پاس بیٹھتی ہے۔)

ستارہ: رات اباجی میں نے عجیب خواب دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک سات منزلہ مکان ہے اور میں اوپر کی منزل پر رہتی ہوں۔ اس منزل کی ساری دیواریں شیشے کی ہیں۔ جب اوپر سے دیکھو تو سڑک پر جانے والی ٹریفک چھوٹی چھوٹی ماچسوں کی آمد و رفت لگتی ہے۔

(اب ستارہ کا باپ تان پورہ کے سر چھیڑتا ہے اور آہستہ آہستہ آنس کی شکل میں انہیں بجا تارہتا ہے۔)

میں صوفے پر بیٹھی بالوں میں *Curler* لگا رہی تھی۔ اباجی خواب میں تو ایک چھوٹا سا چوہا میری ڈرینگ نیبل پر آگیا۔ وہ اس قدر ڈرا ہوا تھا، اس قدر مخصوص تھا، اس قدر بھولا بھلا تھا کہ میں محبت سے اس کی طرف ہاتھ بھی نہ بڑھا سکی۔ وہ

کہنے لگا کہ کہ میں پناہ چاہتا ہوں میں نے اسے بتایا بھی کہ میرا گھر شنیش کا ہے، اگر میرے گھروالوں نے اسے نہ بھی دیکھا تو دوسراے اسے دیکھ لیں گے اور وہ مارا جائے گا۔ پھر وہ میرے پرس میں گھس گیا جیسا خوابوں میں ہوتا ہے ناں آدمی خود ہی پانی ہوتا ہے، خود ہی پینے والا بن جاتا ہے، خود ہی ہرن کوشکار کرنے والا شکاری، اور خود ہی ہرن بھی ہوتا ہے۔ وہ چوہا بھی میں ہوں، پرس بھی میں ہوں، اٹھانے والی بھی میں ہوں، چھپانے والی بھی میں ہوں اور مارڈالنے والی بھی میں ہی ہوں۔

(آنواں کی گالوں پر گرتے ہیں۔ ماشر راگ میں پیانا م کا دیا گاتا ہے)

کٹ

سمیں 9 ان ڈور دن

(ماہیکروfon ہاتھ میں لیے سکندر ایک فلکشن پر گا رہا تھا۔ سامنے Audience بیٹھی ہے۔ اس میں ستارہ بھی لوگوں کے ساتھ موجود ہے۔ سکندر بہت لہک کر گا رہا ہے۔ اب اس میں بہت اعتماد پیدا ہو چکا ہے۔)

کٹ

سمیں 10 آٹھ ڈور دن

(نہر کے کنارے سکندر اور ستارہ بیٹھے ہیں۔ دونوں سکندر انہاٹا کر پانی میں پھینکتے ہیں۔)

کٹ

سین 11 ان ڈور رات

(ستارہ ایک لبے صوبے پر بیٹھی ہے۔ قریب ہی صوفے سے پشت گائے سکندر نیچے بیٹھا
سگریٹ پی رہا ہے۔ ستارہ کے ہاتھ میں کروشیا ہے، جس سے وہ لیس بنارہی ہے۔)

سکندر: آپ یہ ساری باتیں مذاق سمجھتی ہیں؟

ستارہ: نہیں!

سکندر: پھر آپ اس قدر لا تلقی سے اس قدر ٹھنڈے پن سے یہ لیس کیسے بن سکتی ہیں؟

ستارہ: اس لیے سکندر کہ میں بہت چھوٹی تھی جب قسمت نے حالات نے زندگی نے
مجھے گھرے سمندر میں گرا دیا۔ جب میں نے اپنا گھر چھوڑا میں سترہ سال کی تھی۔

اب میں 27 سال کی ہوں۔ میرے پیچھے دس سال کا طوفانی تجربہ ہے..... گانے
کا، محبت کا، زندگی کا، مایوسی کا، قیامت کا!

سکندر: آپ کو کسی کے جذبے کی اس لیے قدر نہیں کر..... کہ آپ کو دن میں ان گنت
آنکھیں پر ستش سے دیکھتی ہیں۔

ستارہ: کچھ لوگ اتنی تیزی سے جیتے ہیں کہ دس سال کے اندر اندر بالکل بوڑھے ہو
جاتے ہیں۔

سکندر: آپ مجھ پر نہیں رہی ہیں!

ستارہ: اگر تم مجھ جیسی زندگی بسر کرو گے تو تیس کے ہو کر ستر برس کے لگو گے۔

سکندر: آپ سن تورہی ہیں..... لیکن آپ پر میری باتیں رجڑ نہیں کر رہیں۔

ستارہ: سکندر! خدا کے لیے ایک بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ ہم لوگ..... ہم آرٹ
برادری..... ہم جو لوگ ہیں، ہمارے اندر صرف ایک پودا آگتا ہے..... تہائی کا۔
ہم روزا سے کامٹے ہیں اور ہر صبح یہ پہلے سے بھی زیادہ قد آور، پہلے سے بھی زیادہ
چھتنا را بن کر کھڑا ہوتا ہے۔

سکندر: صرف آپ آرٹ نہیں ہیں، میں بھی ہوں۔

ستارہ: (آنکھیں بند کر کے) یقیناً تم آرٹ ہو لیکن تم نے اپنوں کو تیاگ کر یہ راستہ

اختیار نہیں کیا تم نے اتنی بڑی قیمت ادا نہیں کی سکندر، ہم جیسے لوگ اپنے آپ کو بہلانے کی کوشش میں کئی جتن کرتے ہیں..... رسوائی کے سر رنگے گیند سے کھلتے ہیں، چرس پیتے ہیں، شراب اندر اٹلتے ہیں، جیسے لوگ ڈی ڈی ڈال کر اندر کے کیڑے مکوڑے ختم کرتے ہیں، ہم عشق کی پچکاری سے تہائی کے پودے کو ختم کرتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ پودا ہرست میں آتا ہے اور اس کی نشوونما کبھی کم نہیں ہوتی۔

(اس کی ناگہ بہلا کر سکندر کہتا ہے۔)

سکندر: آپ سوچ رہی ہیں کہ..... یہ آدمی..... شاید آپ کی شہرت اور دولت کی سیر ہی لگا کر اوپر چڑھنا چاہتا ہے۔

ستارہ: اگر سیر ہی لگا کر دوہ، بہت دور بھی نکل گیا سکندر..... تو اوپر سے ہر منظر ماچس کی ڈیبوں کی طرح چھوٹا اور غیر اہم ہو جائے گا۔

سکندر: (ہاتھ جوڑ کر) میری بات تو سنیں!

ستارہ: ہم لوگ بہت Shy ہوتے ہیں..... چلو تاپ بدلو..... آج ریکارڈنگ پر گئے تھے؟
سکندر: نہیں۔

ستارہ: ابھی سے؟

سکندر: فاکدہ!

ستارہ: کیوں؟

سکندر: آپ نے ساتھ جانے سے انکار کیوں کیا؟

ستارہ: اپنے پاؤں پر کھڑے ہونا نہیں سکھو گے؟

سکندر: (لغی میں سر ہلاتا ہے۔)

سکندر! میں نے آج تک کسی کو اپنے اندر جھاٹکنے کی اجازت نہیں دی۔ میرے پاس کئی ماسک ہیں۔ میں دن میں کئی مرتبہ انہیں بدلتی ہوں۔ دیکھو، میری طرف دیکھو۔

سکندر: جی۔

(ان دونوں کو چھوڑ کر کیمپ لمحوں کے لیے اسٹر کوتاں پورا بجاتے دکھاتا ہے۔)

ستارہ: یہ بوڑھا آدمی جو مجھے درس مو سیقی دیتا ہے، میرا باب نہیں ہے۔

سکندر: جی؟

ستارہ: یہ میرا سر ہے۔ تم کو میری قربت کا اس قدر شوق ہے تو تم کو اس آگ کے قریب بیٹھنے کی پوری سزا ملے گی۔ میں اپنے گھر سے مو سیقی کے عشق میں نہیں نکلی تھی۔

سکندر: پھر؟

ستارہ: یہ لوگ ہمارے پڑوس میں رہتے تھے اور بدنام تھے..... کیونکہ ہمارے محلے میں پرانی تہذیب، پرانی قدروں کے لوگ رہتے تھے، لیکن میرے اندر تہائی کا پودا ہر صبح پہلے سے زیادہ سر بزرا ہو کر نکلتا تھا، اس لیے میں ان کے گھر آنے جانے لگی۔

سکندر: یہ واقعی بحیب بات ہے۔ ہر آرٹسٹ کی زندگی زرالی ہوتی ہے۔

سوپر اپوز

(ایک چھوٹے سے کمرے میں ستارہ بیٹھی ہے۔ اس کی چھوٹی ماں دوپٹہ کھول کر کندان کا ہار نکالتی ہے اور اس کے گلے میں ڈالتی ہے۔ آواز سوپر اپوز کیجئے۔)

ستارہ: میری چھوٹی ماں نے مجھے چپ چپ بہت سمجھایا، لیکن جس رات میں گھر سے نکلی ہوں، اس روز اس نے مجھے منع نہیں کیا۔ سنو سکندر! استاد بھی کے بیٹھے نے زہر کھا لیا تھا اور اگر میں ہسپتال نہ پہنچتی تو شاید وہ مر جاتا۔

سکندر: اس کے بعد آپ واپس نہیں گئیں؟

(تارا دلوہن نی ہوئی ہے اس کے قریب فیر دلوہنا کے روپ میں، صرف اس کا کلوڑا پ آتا ہے آواز سوپر اپوز کیجئے۔)

ستارہ: نہیں، اس کے بعد میں گھر واپس نہیں جا سکی۔ میں نے چھوٹی ماں کا دیا ہوا کندن کا ہار پہننا اور دلوہن بن گئی..... تہائی کا پودا پہلے پہلی تو مر جھایا، اس پر پت جھڑ آئی، لیکن مرا نہیں، پھر تہائی کے پودے میں کو نہیں آنے لگیں، اس کی ڈالیاں سیدھی ہو گئیں۔

(فینڈ آرٹ دلوہن۔)

آپ کو کچھ وقت مجھے بھی دینا ہوگا۔ میری بات بھی سننی ہوگی۔
 سکندر: سنیں گے، سنیں گے..... لیکن پہلے میں تمہیں بتاؤں گی کہ پھر کیا ہوا۔ میں گانے
 گئی۔ اب اجی سے تعلیم حاصل کرنے لگی۔ اب میرے سامنے فیصلہ تھا..... پتا
 نہیں انسان کو ہمیشہ کیوں فیصلے کرنے پڑتے ہیں!
 آپ کو کیا پتا فیصلے کیا چیز ہیں..... آپ کو کیا علم.....
 سکندر: پہلے زمانے میں فرض اور محبت میں جنگ ہوا کرتی تھی جو پڑا بھی جیت جاتا،
 ستارہ: باقی رہتی۔ اب جنگ ہمیشہ Self-respect Ambition اور محبت میں ہوتی
 ہے..... اور ہمیشہ ترقی کا میابی Ambition جیت جاتی ہے اور جانتے ہو آج کے
 مارڈن آدمی کے لیے باقی کیا بچتا ہے..... Guilt، پچتاوے، افسوس!
 سکندر: آپ اتنی Morbid باتیں کیوں کرتی ہیں؟ آپ کو میں نے کبھی خوش نہیں دیکھا
 ستارہ: تارا۔

اس لیے کہ فیصلہ میں نے خود کیا ہے۔ میں چاہتی تو اپنے گھر کو جنت بنائی تھی،
 لیکن میں نے Ambition کا راستہ چنان۔ میں نے گیت گائے، لانگ پلے
 بنوائے..... نام پیدا کیا، شہرت حاصل کی..... اور اس راستے پر..... جہاں نام ہو،
 دولت ہو کامیابی ہو..... آدمی کسی کا ہاتھ دیر نکل پکڑے رہ نہیں سکتا۔
 (اب سکندر وار قلنی کے ساتھ اس کے پیروں پر ہاتھ رکھ دیتا ہے۔)

لیکن اگر آپ میرا ہاتھ نہ پکڑیں گی تو میں آپ کا پاؤں قیامت تک نہیں چھوڑوں گا۔

تم نے اعتراف محبت کر کے سب کچھ Spoil کر دیا ہے سکندر..... کیا تمہیں
 معلوم نہیں کہ اوس پر چلنے سے شہمن باقی نہیں رہتی..... پھولوں کو چھونے سے
 پولن جھٹر جاتا ہے۔

آپ سنگ دل نہیں ہیں..... مجھے معلوم ہے!

میرا پاؤں چھوڑو سکندر..... کاش تم مجھے ساری عمر اسی کیفیت میں رہنے دیتے
 جس میں میں تمہیں ملنے کے بعد رہتی ہوں..... کاش تم نے مجھے ساری عمر اپنے

آپ سے محبت کرنے دی ہوتی..... وہ محبت جو تمہاری سوتیلی ماں نہ کر سکی، جو تمہارا سگا بھائی تمہیں نہ دے سکا، جو تمہاری محبوبہ کے دل میں جاگی اور دروازے بند پا کر لوٹ گئی۔ کاش تم نے اعتراف محبت سے سب کچھ Spoil نہ کیا ہو تا! میں گوئی محبت سے نفرت کرتا ہوں۔ مجھے جتنی جاتی محبت چاہیے۔
سکندر: (ستارہ کی صرف آواز آتی ہے۔)

فیدان

(ستارہ کے ساتھ ایک معمولی سا آدمی صوفے پر بیٹھا ہے۔ یہ ستارہ کا شوہر ہے۔ دونوں آپس میں لڑ رہے ہیں۔ ستارہ پرس میں سے کچھ قم نکال کر اسے دیتی ہے وہ چین لیتا ہے اور سارے پیسے نکال کر پرس اس پر دے مارتا ہے اور چلا جاتا ہے۔)

ستارہ: کاش تم نے محبت کو دو رویہ سڑک بنانے کی کوشش نہ کی ہوتی سکندر! جب کوئی شخص محبت کرتا ہے، کیے جاتا ہے، اور اس محبت کا بدل کبھی نہیں ملتا، تو تمام زندگی کے باوجود ایک قسم کی امید اس کے ساتھ رہتی ہے۔ جب اعتراض کی سڑک کو دو رویہ بناتا ہے تو امید کی حقیقت بجھ کر موقع کا پاہی چوک میں آن کھڑا ہوتا ہے۔ پھر اپنی محبت اور چاہے جانے والے کی محبت کا مقابلہ ہونے لگتا ہے..... سیئاں بھتی ہیں، اشارے ملے ہیں، امید صرف اتنی روشنی رکھتی ہے کہ راہ دکھائی دیتی رہے، موقع ایسا الاؤس لگاتی ہے کہ آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ کاش تم نے اعتراض محبت سے سب کچھا Spoil نہ کیا ہوتا سکندر! کاش! سکندر انسان کی بیمار آدمی کے ساتھ ساری عمر تیماردار بن کر نہیں رہ سکتا..... میں ٹھیک نہیں ہوں سکندر! میں اپنے گھر جا نہیں سکتی..... اور یہ گھر میرا نہیں..... پھر.....

سکندر: میں چلا جاؤں؟ میں چلا جاؤ، بتائیے؟ مجھ پر آپ کے بہت احسان ہیں، میں آپ کو تکلیف نہیں دے سکتا۔ میں اتنی دور نکل جاؤں گا کہ پھر..... آپ کو مجھے دیکھنے کا تکلیف کبھی نہیں ہوگی۔

ستارہ: بیٹھے رہو۔ (ہاتھ بڑھا کر اس کے بالوں میں کنگھی کرنے لگتی ہے) تمہیں کیا
معلوم تم نے کیا کر دیا ہے.....

سکندر: آپ کو بھی معلوم نہیں آپ نے کیا کر دیا ہے۔

آواز سوپر امپوز

(ستارہ سور ہی ہے ساتھ والے تکیے پر اس کا شوہر سور ہے۔ وہ چکے سے اختاب ہے، سربانے

سے پر اس کو اختاب ہے اور چلا جاتا ہے۔)

ستارہ: جب میرا شوہر مجھے ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلا گیا تو میرا خیال تھا کہ قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ لیکن اس شہرت نے اس دولت نے اس کامیابی نے تو مجھے ٹھیک سے اس کا سوگ بھی منانے نہ دیا.....

سکندر: اب آج جو آپ سوگ منا رہی ہیں!

ستارہ: بتاؤں گی تمہیں، بہت کچھ بتاؤں گی لیکن آج نہیں۔

ستارہ!

ستارہ: (آنکھیں بند کر کے) مجھ پر کچھ دنوں سے ایسی کیفیت طاری تھی سکندر کے مجھے ہوا کا جھونکا کر گرا سکتا تھا، تم نے اپنی پوری قوت کیوں لگائی۔ ظالم! ہم لوگ تو خود اپنے دشمن ہوتے ہیں، پھر تم نے کیوں اعتراف محبت سے اپنا آپ میرا دشمن کیا؟

(سکندر اور ستارہ کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیتا ہے۔)

سکندر: ستارہ..... ستارہ! ہوش میں آؤ ستارہ!

ستارہ: عام محبت کے تعاقب میں اتنا کچھ ہوتا ہے، ہم تو پھر آرٹسٹ لوگ ہیں۔ ہمارے پیچھے تو خدا جانے کیسی کیسی آندھیاں چلتی ہیں.....؟ کیا کیا کچھ نہ ہو گا ہمارے پیچھے۔

(سکندر اسے محبت سے سینے کے ساتھ لگاتا ہے۔ عقب میں آواز Lap.O. کیجئے)

پیانام کا دیا جلا ہے ساری رات

4 قسط

کردار

ستارہ: بڑی مشہور گلوکارہ، بڑی اداس عورت۔

سکندر: مستقبل کی شہرت کی آرزو میں جینے والا۔

افخار: خوبصورت خوب روایکٹر۔

باپ: اندھروں میں سب کچھ دیکھنے والا۔

آپ: (راشدہ) سخت زبان مفاد پرست۔ جھلی۔

گلینہ: نوجوان لڑکی۔ ایکریس صفت۔

عاصم: باتوں کا دھنی، محنت نہ کرنے والا۔

میوزک ڈائریکٹر: (یہ فیضی نہیں بلکہ ایک نیا آدمی ہے۔)

ڈائریکٹر ہارون: (یہ ظہیر نہیں ہے بلکہ ایک موٹا بھدا عینکو ڈائریکٹر ہے۔)

خاتون:

سین ۱ آؤٹ ڈور دن

(یہ سین بڑی احتیاط کے ساتھ بنانے کی ضرورت ہے، کیونکہ اس میں فلمی دنیا کا گیسر اور عام زندگیوں پر اس کا اثر واضح ہوتا چاہیے۔ ستارہ، افخار، سکندر، عاشی اور کچھ گیسر اس لوگ جنہیں فلمی ستارے لگنا چاہیے، کرکٹ کھیل رہے ہیں۔ اس کی شونگ جناح باغ میں کی جاسکتی ہے، جہاں عموماً تھج ہوا کرتے ہیں۔ ایڈنگ کے وقت اس شونگ کے کئے ہوئے ہے کے ساتھ کسی کرکٹ مچ کے ایسے ہے افسوس کیے جائیں جن سے ظاہر ہو کہ پہلے اس تھج کو دیکھ رہی ہے اور خوب شورو غوغما چاہا ہوا ہے۔ افخار، سکندر اور ستارہ پیش پیش رہیں۔ عاشی بھی کلوzap میں دکھاتی جائے۔ ستارہ نے سادہ شلوار قیص پہن رکھی ہے۔ اور سر پر کرکٹ کی ٹوپی ہے۔ اسے سکندر اپنے اور میں ملکیں بولڈ کر دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ میدان سے جاتی ہے، اور اس کی جگہ عاشی پینگ کے لیے آتی ہے۔ سکندر عاشی کو بال کرتا ہے۔ عاشی زور سے ہٹ مارتی ہے۔ سارا کورٹ ناظرین کی آوازوں سے گونجتا ہے۔)

کرکٹ

سین 2 ان ڈور رات

(ستارہ کے پنگ پر اخبار پڑا ہے۔ اس پر موٹی موٹی سرفہرستی گلی ہے "فلمی دنیا کا کرکٹ مچ"۔ سکندر نے پہلے ہی اور میں ستارہ کو ملکیں بولڈ کر دیا۔ "اخبار پر ستارہ، سکندر، عاشی اور افخار کی تصویریں گلی ہیں۔ اخبار کو بالکل کھلا ہوتا چاہیے، جیسے یہ سنڈے ایڈنگ میں کادر میان والا صفحہ ہو اور بے شمار تصویریں اور خبریں اسی فلمی کرکٹ مچ کی اس صفحے پر کوئی گھنی ہوں۔ آپا بچہ اٹھائے اندر آتی ہے۔ ٹسل خانے کے دروازے تک جاتی ہے۔ دروازہ کھٹکھٹاتی ہے، پھر دروازے کے ساتھ منڈاگ کر کھتی ہے۔)

ستارہ! بی بی سٹوڈیو سے آدمی آئے ہیں۔

(اندر سے) آئی آپا..... آرہی ہوں۔

(اب آپا اخبار تک آتی ہے۔ خبریں دیکھتی ہے، پھر اخبار اٹھا کر ساتھ لے جاتی ہے۔)

آپا:

ستارہ:

کرکٹ

سمن 3 ان ڈور رات

(فلی دنیا کا ایک ڈز، عاشی اور افخار بھی موجود ہیں۔ سکندر اور ستارہ ساتھ ساتھ ہیں۔

باتی لوگ بھی کھانا ذالنے میں مشغول ہیں۔ دو چھوٹی سی لڑکیاں اپنی آٹوگراف لے کر آتی

ہیں اور ستارہ کے سامنے کرتی ہیں۔ ستارہ اپنی پلیٹ رکھ کر)

ستارہ: بھی بچو! کھانا تو کھایلنے دیتے؟

ایک لڑکی: سوری جی! اب آپ سائنس کرہی دیجئے۔

(سائنس کرتی ہے)

دوسری لڑکی: میرے بھی جی!

ستارہ: (مسکرا کر یہ آٹوگراف لیتی ہے) لا یے جتاب!

(سائنس کرتی ہے)

دونوں لڑکیاں: تھینک یو میڈم۔

ستارہ: اور ان کے سائنس نہیں کروانے سکندر صاحب کے؟

پہلی لڑکی: ہاں جی، ضرور۔

ستارہ: ان کے گانے سے ہیں ناریڈ یو پر؟

دوسری لڑکی: یہ ایکٹ کرتے ہیں؟

ستارہ: نہیں بھی، میری طرح کرتے ہیں، بیک گراؤنڈ سنگر، دو گانا تو ان کا ہٹ ہو گیا ہے۔

رگ نہ دیکھے پیار کے سارا جیون ہار کے

پہلی لڑکی: جی پلیز سائنس کر دیں۔

سکندر: میرا گانا نہیں، آپ کا گاناٹ ہوا ہے۔ (ستارہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔)

دوسری لڑکی: میرے بھی سائنس کر دیجئے۔

(سکندر پہلی آٹوگراف کے صفحے کو الٹ پلت کرتا ہے، لیکن اس نے دستخط نہیں کیے۔)

ستارہ: جس صفحے پر میں نے سائنس کیا ہے، اس کے سامنے سائنس کرو۔

سکندر: (محبت سے اسے دیکھ کر) یہاں تو کسی بڑے آرٹسٹ کو سائنس کرنا چاہیے۔